اے سرورِ کون ومکاں

سید کاشف گیلانی

اے شفیع المذنبیں اے سرورِ کون و مکاں
لُٹ گیا ہے راہِ حق میں اہلِ حق کا کارواں

پھر مسلماں بیٹیوں کی چادریں ہیں تار تار
پھر سے دہرائی گئی ہے کربلا کی داستاں

ماسوا کے آگے دنیا ہوگئی ہے سجدہ ریز
بھیجئے ایسا کوئی جو بت کدے میں دے اذاں

ظالموں پر آسماں سے کیوں عذاب آتا نہیں
جبر و استبداد پر گرتی نہیں کیوں بجلیاں

منتظر بیٹھے ہیں ہم عیسیٰ کی آمد کے حضور
اہلِ حق کا مٹ نہ جائے دہر سے نام ونشاں

غیر سے انصاف کی امید کرنا ہے فضول
منصفی کو آپ کے در کے سوا جائیں کہاں

اک مسلماں کنجِ دنیا میں سکینت سے نہیں
ہر طرف کرب و بلا ہے ہر طرف آہ و فغاں

ہم خطائیں اس لیے کرتے ہیں بے حد وحساب
آپ کی رحمت ہے ہم پر بے کنار و بے کراں

آپ کے در سے نہ باہر ایک پل کو آؤں میں
مجھ کو دنیا میں اگر مل جائے عمرِ جاوداں

کس سے پوچھوں اے خردمند! یہ سمجھائے گا کون
بستی بستی، قریہ قریہ، اٹھ رہا ہے کیوں دھواں

اُن زمینوں پر ہوس کاروں نے قبضہ کرلیا
دولتِ ارضی کے پوشیدہ خزانے ہیں جہاں

ہوش مندی چاہیے اہلِ وطن اس موڑ پر
ہو رہی ہیں سازشیں اہلِ ستم کے درمیاں

مسخروں کے ہاتھ میں ہے مُلک وملت کی زمام
اہلِ دل اس کو سمجھتے ہیں مگر بارِ گراں

ساقیٔ کوثر کے ہاتھوں سے ملیں گے ہم کو جام
آبِ کوثر تشنہ کاموں کے لیے ہے ارمغاں

مختصر ہوتی ہے کاشف جبر ونخوت کی حیات
تُو نے کیا دیکھے نہیں دنیا میں عبرت کے نشاں

☆☆☆